ہمارے اسلاف
اپنے کردار کے آئینہ میں

مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ کے جہاد کا ایک درخشندہ باب

اکوڑہ کی جنگ

از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

صبح کو اکوڑہ کا رئیس امیر خاں خٹک ملاقات کے لئے آیا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا اور عرض کی "میرا بھتیجا فیروز خاں کا بیٹا خواص خاں میرا مخالف ہوگیا ہے۔ اس نے بدھ سنگھ کو اکوڑہ بلالیا ہے۔ اگر وہ سکھ سردار اکوڑے میں آکر دریائے لنڈے کے درے اُترا تو تمام ملک سمہ[1] کو تاراج کردے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں اور اس کو وہیں روکیں"۔

دوسرے روز آپؒ وہاں سے کوچ کرکے موضع خویشگی میں رونق افروز ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد میاں عبداللہ نے آکر عرض کیا: "یہ بستی چھوٹی ہے۔ یہاں کھانے کی جنس کم ملتی ہے۔ اور لشکر میں لوگ بہت ہیں"۔ آپ نے اس وقت تمام حاضرین سے فرمایا: "ہم دعا کرتے ہیں تم سب مل کر آمین کہو"۔ پھر آپ سر برہنہ دعا میں مشغول ہوئے۔ لوگ آمین کہتے تھے۔ جب دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بھائیو! ہر شخص اس وقت سے عشا کی اذان تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے۔ سب نے ویسا ہی کیا۔ اذانِ عشا کے بعد ایک شخص آپؒ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آٹے کی کشتی دریا کے کنارے موجود ہے۔ اپنے لوگوں کو بھیج کر منگوالیں۔ آپؒ نے یہ سُن کر میاں عبداللہ سے کہا کہ تم کچھ لوگوں کو لے کر جاؤ اور وہاں سے آٹا لاؤ اور یہاں لاکر جاجم پر جمع کردو۔ عبداللہ تو اس طرف آٹا لینے کو گئے اور آپؒ نے وضو کرکے لوگوں کو نماز عشاء پڑھائی، جب لوگ وہاں سے آٹا لائے، یہاں لشکر میں ایک جاجم پر جمع کردیا۔ میاں عبداللہ نے آکر اطلاع کی کہ سب آٹا وہاں سے آگیا۔ آپؒ نے پوچھا کس قدر ہوگا؟ کہا: پندرہ من کے قریب ہوگا۔ آپؒ نے فرمایا کہ جب تک ہم وہاں نہ آئیں، آٹا تقسیم نہ ہو۔ آپؒ وہاں تشریف لے گئے۔ اس میں سے تھوڑا آٹا اٹھالیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و رزّاقی اور اپنی مفلسی و محتاجی کا دیر تک بیان کرتے

---

[1] سمہ سے مراد وہ میدانی علاقہ ہے جو دریائے سندھ اور سرحدی پہاڑوں کے درمیان ہے۔ پشاور اور ضلع مردان اسی علاقے میں واقع ہیں۔

رہے۔ پھر وہ آٹا بسم اللہ کر کے اسی انبار میں ڈال دیا۔ اور حاجم کے دونوں کونے لُٹوا دیئے۔ اور فرمایا کہ دو روزہ سب کو تقسیم کر دو۔ اس وقت لشکر میں پندرہ سو کے قریب لوگوں کی جمعیت تھی۔ کچھ کم پانچ سو ہندوستانی اور کچھ اوپر دو سو قندھاری اور کوئی آٹھ سو کے قریب مُلکی لوگ ہوں گے۔ شیخ باقر علی صاحب آٹا تقسیم کرنے لگے۔ جو ہندوستانی اور قندھاری تھے ان سب کو دو روزہ دیا۔ اور جو لوگ وہیں نزدیک کے رہنے والے تھے، اپنے اپنے گھروں سے اکثر کھا کر آئے تھے۔ اور جو اپنے گھروں سے کھا کر نہیں آئے تھے، ان میں سے جس نے مانگا، اس کو بھی دیا۔ جب سب کو تقسیم کر چکے تو کچھ آٹا بچ رہا۔ آپؒ نے فرمایا کہ وہ آٹا ہمارے باورچی خانے کے منتظم شیخ قادر بخش کے حوالے کر دو۔ اسی وقت لوگوں نے اپنی اپنی جماعت میں روٹیاں پکائیں اور کھا کر اپنے عہدے پر قائم رہے۔

لشکر میں ابتداء سے چار جماعتیں تھیں۔ اور چار جماعت دار تھے۔ ایک جماعت خاص مشہور تھی اور اس میں سید صاحبؒ بنفسِ نفیس تھے۔ وہ جماعت مولوی محمد یوسف صاحب کی تھی۔ وہ ہمیشہ کوچ اور مقام میں داہنی جانب کو ہوتی تھی۔ دوسری جماعت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی تھی۔ وہ کوچ اور مقام میں آگے ہوتی تھی۔ تیسری جماعت سید محمد یعقوب صاحب کی تھی۔ اس جماعت میں ان کے نائب شیخ بڈھن تھے۔ سید محمد یعقوب صاحب ٹونک میں تھے۔ یہ جماعت کوچ اور مقام کے وقت بائیں طرف رہتی تھی۔ چوتھی جماعت اللہ بخش خاں کی تھی، وہ پیچھے رہتی تھی۔ متفرق اشخاص بیچ میں ہوتے تھے۔ سید صاحبؒ کا خیمہ خاص جماعت کے قریب نصف کیا جاتا تھا۔

اسی نظم و انتظام کے ساتھ آپؒ نے موضع خویشگی سے کوچ کر کے ۱۸ ر جمادی الاوّل ۱۲۴۲ھ (۱۸ر دسمبر ۱۸۲۶ء) کو نوشہرے میں قیام کیا۔ آپؒ نے حکومتِ لاہور کو شرعی دستور کے مطابق اس مضمون کا اِعلام نامہ تحریر فرمایا تھا:

(۱) یا تو اِسلام قبول کر لو —— (اس وقت ہمارے بھائی اور ہمارے مساوی ہو جاؤ گے، لیکن اس میں کوئی جبر نہیں۔)

(۲) یا ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کرو۔ اس وقت ہم اپنے جان و مال کی طرح تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔

(۳) آخری بات یہ ہے کہ اگر تم کو دونوں باتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں، تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، مگر یاد رکھو کہ سارا یاغستان اور ملکِ ہندوستان ہمارے ساتھ ہے۔ اور تم کو شراب کی محبت اتنی نہ ہوگی، جتنی ہم کو شہادت کی ہے۔[1]

---

[1] "سوانح احمدی" میں اس اِعلام نامے کے ذکر کے ساتھ اتنا اضافہ اور ہے: "دربارِ لاہور نے براہِ نخوت اس اعلام نامے کا کچھ جواب نہیں دیا۔ بلکہ قاصدِ آرندۂ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے جنگ کی تیاری شروع

ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ بدھ سنگھ لشکر کے ساتھ اکوڑے میں داخل ہوگیا ہے۔ یہ سن کر آپؒ نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص کمر نہ کھولے، ہوشیاری سے تیار رہیں اور جس کو کھانا پکانا ہو، دن ہی کو پکاکر کھالے۔

اس وقت تک مجاہدین کو سکھوں سے جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی۔ جنگی مصلحتوں کا تقاضا تھا۔ کہ پہلا معرکہ کامیاب ہو اور دشمن پر مجاہدین کی جانبازی کا نقش قائم ہوجائے۔ حریف کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی تھی۔ اس کے مقابلے میں جن مجاہدین پر اعتماد کیا جاسکتا تھا، وہ صرف پانچ سو ہندوستانی اور دو سو قندھاری تھے۔ ملکیوں کی شجاعت اور میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کا ابھی تک کوئی تجربہ نہ تھا۔ دراصل ابھی مجاہدین کی تعداد و استعداد اس درجے کو نہیں پہنچی تھی کہ اتنے کثیر التعداد دشمن سے میدان کی جنگ لڑی جائے۔ اس تمام نشیب و فراز کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ پہلا معرکہ شبخون کی صورت میں ہو تاکہ اصل اور مرکزی طاقت کو محفوظ رکھتے ہوئے دشمن پر ضرب لگائی جائے اور اس کو ہراس زدہ کر دیا جائے۔

نمازِ ظہر کے بعد آپؒ نے اپنے خاص خاص لوگوں سے کچھ مشورہ کیا اور چاروں جماعت والوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی جماعت سے اچھے اچھے چست و چالاک جوانوں کے نام ایک فرد پر لکھ کر لائیں اور ان میں سے جس کے پاس اچھے درست ہتھیار نہ ہوں دوسرے بھائیوں سے بدل لیں[1]

وہ چاروں جماعت دار ناموں کی فردیں لے کر آئے اور آپؒ کے حوالے کی۔ آپؒ نے اس فرد کو دیکھ کر چند نام اُن میں سے نکال دئے۔ اور اُن کی جگہ دوسروں کو درج کیا۔ وہ لوگ اکثر اکوّں میں تھے۔ اُن میں عبدالمجید خاں جہاں آبادی رائے بریلی والے بھی تھے۔ اُن کو بخار آتا تھا۔ سیّد صاحبؒ نے اسی سبب سے اُن کا نام نہیں رکھا۔ یہ خبر سُن کر وہ اسی بخار کی حالت میں بستر سے اُٹھ کر آئے۔ اور آپؒ سے پوچھا کہ آپ نے میرا نام فرد میں کیوں داخل نہیں کیا۔ آپؒ نے انکی تسلی کی اور فرمایا کہ تم کو بخار آتا ہے، اس لئے ہم نے تمہارا نام نہیں لکھایا۔ انہوں نے کہا: "حضرت آج کافروں سے پہلا مقابلہ ہے۔ گویا آج سے جہاد فی سبیل اللہ کی بنا قائم ہوتی ہے۔ میں ایسا سخت بیمار نہیں ہوں کہ جا نہ سکوں۔ میرا نام آپ مجاہدین میں ضرور داخل فرمائیں"

آپؒ نے ان کا نام بھی فرد میں لکھایا اور کہا: "بارک اللہ و جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ تم کو دین کی کوشش کی زیادہ توفیق عنائت کریں"

---

[1] قلمی مکتوب سیّد صاحبؒ

۲۰ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ کو نماز مغرب کے بعد آپؒ نے اللہ بخش خاں صاحب جماعتدار کو بلایا اور لڑائی کے چند قانون جو آپؒ نے اس وقت مناسب جانے، ان کو تعلیم فرمائے اور کہا: "ہم نے تم کو اس پہلے کی جماعت کا امیر کیا۔ تم اس وقت کچھ لوگ لے کر دریا کے پار اس کنارے پر ٹھہرو۔ جب اور لوگ یہاں سے جا کر تمہارے پاس جمع ہوں، تب سب صاحبوں سے کہہ دینا کہ گیارہ گیارہ بار سورۂ لِاِیلٰفِ پڑھ لیں۔ پھر وہاں سے کوچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔"

خان ممدوح چند آدمی ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہو کر دریا کے پار گئے۔ اور وہاں ٹھہر کر باقی لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں لشکر میں سیّد صاحبؒ نے نمازِ عشاء کے بعد جن کے نام فرد میں تھے ان کو بلایا اور فرمایا: "بھائیو! یہاں سے وہ مکان جہاں جانا ہوگا، چھ سات کوس ہے۔ جس کو اتنی دور جانے اور پھر آنے کی بخوبی طاقت ہو وہ تو جائے، نہیں تو نہ جائے۔ اور جس کو بیماری وغیرہ کا کچھ اور عذر ہو وہ بھی بیان کر دے۔ ہم اُس کے عوض کسی اور کو بھیجیں۔" وہاں جو حاضر تھے۔ وہ تو سب جانے ہی کی نیّت سے آئے تھے۔ اور ہر کسی کو یہی اشتیاق تھا کہ ہم جائیں، اگرچہ کچھ عُذر بھی تھا، مگر جب آپؒ نے اپنی زبان سے یوں فرمایا، تب ان میں سے دو چار آدمیوں نے اپنی اپنی ناطاقتی وغیرہ کا عُذر معقول بیان کیا۔ آپؒ نے ان کے عوض دوسروں کو شامل کر دیا۔

پھر آپؒ ہندوستانی و قندھاری اور مُلکی لوگوں میں سے تقریباً نو سو آدمیوں کو لے کر دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آدمیوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک سو چھتیس ۱۳۶ یا کچھ کم و بیش ہندوستانی تھے۔ اور اسّی کے قریب قندھاری تھے اور باقی مُلکی لوگ تھے۔

اس عرصے میں اللہ بخش خاں صاحب بھی چند آدمیوں کے ہمراہ کشتی پر سوار ہو کر آپؒ سے ملنے اور رخصت ہونے کو اُس پار اتر آئے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ہم جنابِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں، تم سب مل کر آمین کہو۔ پھر آپؒ سر کھول کر دعا میں مشغول ہوئے کہ "اے پروردگار، قادرِ بے نیاز اور اے کریم کارساز، بندہ نواز، یہ تیرے بندے محض عاجز و خاکسار، ضعیف و ناچار ہیں۔ تیری ہی مدد کے امیدوار ہیں۔ تیرے سوا ان کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ یہ صرف تیری ہی رضامندی اور خوشنودی کو جاتے ہیں۔ تو ہی ان کی مدد کر۔" اسی طرح کے الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے دیر تک فرماتے رہے۔

دعا کے بعد سب لوگ آپس میں ملے اور ایک دوسرے سے اپنا کہا سنا، معاف کرایا اور کہا: اگر اللہ تعالیٰ زندہ سلامت لائے گا تو پھر ہم تم ملیں گے اور جو وہاں شہید ہو گئے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ملاقات جنّت میں ہو گی۔"

پھر ہر شخص سید صاحبؒ سے دست بوس ہو کر کشتی پر سوار ہوا۔ اس وقت وہاں تین کشتیاں تھیں۔ تین تین پھیروں میں سب لوگ پار اتر گئے۔ اور سورۂ لایلٰف گیارہ گیارہ بار پڑھ کر اکوڑے کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ سب مجاہدین جاتے جاتے فوجِ مخالفین کے ورے پاؤ کوس کے فاصلے پر ایک نالے پر ٹھہرے۔ وہاں امیر جماعت اللہ بخش خاں صاحب سے مولوی امیر الدین صاحب ولایتی نے مشورۃً کہا "یہ ملکی لوگ، جو ہمارے ساتھ ہیں۔ اگر اُن کو آگے کریں تو ہمیں ان پر بھروسہ نہیں۔ شاید وقت پر طرح دے جائیں۔ اور اگر اپنے لوگوں کو آگے کریں، تو وہ یہاں کے راہ گھات سے ناواقف ہیں۔ کیا تدبیر کرنی چاہئے؟ پھر آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ خدا پر توکل کر کے اپنے ہی لوگوں کو آگے کیا جائے۔ مگر ملکی لوگوں میں سے ایک شخص کو جو وہاں کے حال سے واقف تھا۔ آگے بھیجا۔ کہ جا کر لشکرِ مخالف کی خبر لائے کہ کس طرف لشکر کے لوگ غافل ہیں۔ اور کس طرف ہوشیار۔

سکھوں کے لشکر کا معمول تھا۔ کہ جہاں کہیں اُترتے، لشکر کے گرد خاردار درخت کاٹ کر سنگر بنا لیتے تھے۔ کہ یکایک کسی غنیم کی فوج نہ آپڑے۔ کچھ دیر میں وہ آدمی وہاں کی خبر لایا اور کہا کہ فلاں طرف لوگ غافل ہیں۔ اور لوگوں کو لے جا کر اُن کے سنگر کے قریب کھڑا کر دیا۔

اس وقت لشکرِ کفار میں گھریالی نے تین پہر پر تین گھڑیاں بجائیں۔ ادھر سے بآوازِ بلند اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ کر سب مجاہدین سکھوں کی فوج میں گھس گئے۔ اس عرصے میں اُدھر کے ایک پہرے والے نے بندوق چلائی۔ قضائے الٰہی سے وہ گولی شیخ باقر علی صاحب کے لگی۔ وہ اُسی جگہ بیٹھ گئے۔ اور کہا "کوئی بھائی میرے پاس کے ہتھیار لے۔ یہ اللہ کا مال ہے۔ میرا کام تو ہو گیا۔ مگر ارمان دل میں باقی رہا۔

مجاہدین میں جو لوگ دلاور و جرّار و کار آزمودہ تھے، وہ دس دس پانچ پانچ سکھوں کے ہر خیمے کی طرف جھکے اور اُن کی طنابیں کاٹ کاٹ کر گرانے لگے۔ اور نو تعلیم مجاہدین سے کہا کہ تم ان خیموں کے آدمیوں کی خبر لیتے جاؤ۔ یہ لوگ تو اُن کی مار کوٹ میں مشغول ہوئے اور ملکی لوگ لوٹنے پر جھکے۔ کسی نے گھوڑی لی، کسی نے ہتھیار لئے۔ کسی نے کپڑے وغیرہ لئے۔ اور اپنے اپنے گھروں کو چلنے لگے۔ یہاں مجاہدین میں سے کسی نے چار آدمی مارے، کسی نے دس، کسی نے زیادہ۔ عبد المجید خاں بریلوی نے چودہ پندرہ آدمیوں کے قریب مارے۔ اس عرصے میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ مولوی امیر الدین صاحب دو تلواریں باندھتے تھے۔ اپنی ایک تلوار خاں صاحب کو دی۔ اس تلوار سے بھی کئی سکھ مارے۔

عبد اللہ لسم اللہ نام ایک مخنث تھا، اُس کے پاس برچھی تھی۔ اُس نے سات یا آٹھ آدمی برچھی سے

مارے۔ اسی طرح اللہ بخش خاں اور شمشیر خاں جمعدار اور غلام رسول خاں اور غلام حیدر خاں اور شیخ ہمدانی اور علی حسن، شیخ بڈھن، شیخ رمضانی، مرزا ہمایوں بیگ اور بہت صاحبوں نے دشمن کے آدمی مارے اور جوانمردی اور شجاعت کی داد دی۔ بَقِیَّۃُ السَّیْف شکست فاش کھاکر بھاگنے لگے جس نے جس طرف موقع پایا اپنی تلوار بندوق لے کر فرار ہوگیا۔ دس دس پانچ پانچ مجاہدین اُن کے ڈیروں خیموں کی طرف متفرق ہوگئے۔

اس عرصے میں چند مجاہدوں نے اُن کے توپ خانے پر قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں توپخانے کے ایک غلاصی یا گولہ انداز نے رن جھتاب کو آگ لگادی۔ اور اسکی ڈور کھینچ کر اُسے بلند کیا۔ اور آپ وہاں سے ایک طرف بھاگ گیا۔ اُس وقت روشنی سے گویا تمام لشکر میں دن ہوگیا۔ اُس وقت تک مجاہدین میں گنتی کے کوئی دس پندرہ آدمی زخمی اور شہید ہوئے ہوں گے۔ خود بدھ سنگھ اس رات اکوڑہ میں تھا لشکر میں فقط اس کا خیمہ کھڑا تھا۔ ایک طرف لشکر کے باہر ان بھاگتے ہوئے سکھوں نے ایک چھوٹا سا نقارہ بجایا اور اس روشنی میں دیکھا کہ مجاہدین تھوڑے ہیں۔ کہیں کہیں دس دس پانچ پانچ نظر آتے ہیں۔ وہ بندوقیں لیکر یکبارگی حملہ آور ہوئے۔ مجاہدین بھی جا بجا سے سمٹ کر ایک جانب ہوگئے۔ اور دونوں طرف سے بندوقیں چلنے لگیں۔ مجاہدین کیطرف سے کسی نے آواز دی کہ اب یہاں سے نکل چلو۔ لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ فتح علی عظیم آبادی کہتے ہیں۔ کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ اللہ بخش خاں جو ہمارے امیر تھے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لئے باہر نکلنے کے ارادے سے چلے آتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے سکھ ہلہ کرتے آتے ہیں۔ اس وقت شیخ ہمدانی اور علی حسن قواعد کے ساتھ بھر ماری کی بندوقیں چلا رہے تھے۔ اُسوقت ہماری طرف ایک ایک دو دو شہید اور زخمی ہونے لگے۔ چنانچہ سید رستم علی صاحب بھی اسی جگہ زخمی ہوئے۔ اس عرصے میں اللہ بخش خاں امیر شیخ ہمدانی اور علی حسن کے برابر پہنچے کہ لشکر سے باہر نکلیں۔ تب انھوں نے آواز دی: "اللہ بخش خاں صاحب تم کو تو حضرت نے سردار کر کے بھیجا تھا۔ اب تم اس وقت کفار کے مقابلے سے نکلے جاتے ہو!" یہ بات سن کر اللہ بخش خاں صاحب اپنے ہمراہیوں کو لے کر کافروں کے مقابلے کو چلے۔ ان کو دیکھ کر اور لوگ بھی پھرے اور ان میں شریک ہوگئے۔ سب ملاکر کوئی پچاس ساٹھ غازی ہوں گے۔ وہ بندوقیں چلانے لگے۔ جب سکھ اور نزدیک آگئے، تب قرابین اور شیر بچے سر کرنے لگے۔ پھر آخر کو تلواروں کی نوبت آئی، یہاں تک کہ تلواروں کے مارے ان کا ہلہ ہٹا دیا۔ اللہ بخش خاں صاحب اور اُن کے اکثر ہمراہی اس ہلے میں شہید ہوگئے اور بہت غازی زخمی بھی ہوئے۔

یہ حال دیکھ کر اکثر لوگوں نے جو باقی رہ گئے تھے، قصد کیا کہ ہم بھی جاکر انہیں میں شامل ہوں۔ تب

اکبر خاں صاحب نے جو بڑے دلاور اور جہاں دیدہ آدمی تھے، لوگوں کو روکا اور کہا: "بھائیو! کیا آج ہی لڑنا ہے۔؟ اب یہاں سے چلو۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کافروں کو ماریں گے" اور سب کو سمجھا کر پھیر لائے۔ اس وقت صبح صادق خوب نمودار ہو گئی تھی۔ وہاں سے دریا بہت ہی نزدیک تھا۔ کوئی کوئی لوگ جو آگے نکل گئے تھے ان میں سے کسی نے جا کر دریا پر اذان کہی جس سے پیچھے والوں کو معلوم ہوا۔ کہ ہمارے کچھ لوگ آگے پہنچ گئے۔

پھر لوگوں نے سنگر سے نکل کر انتظام کے ساتھ راستہ لیا۔ اور مخالفین میں سے کسی نے اُن کا تعاقب نہیں کیا۔ وہاں سے کوس بھر پر تیمّم کر کے نمازِ فجر پڑھی۔ نماز کے بعد وہاں سے چلے اور اسی گھاٹ پر آئے جہاں سے اُترے تھے۔ سیّد صاحبؒ بہت سے لوگوں کے ساتھ دریا پر کھڑے تھے۔ آپؒ نے کچھ لوگوں کو مجاہدین کی تقویت کے لئے بھیجا کہ ایسا نہ ہو سکھوں نے تعاقب کیا ہو۔ یہ لوگ باقی ہمراہیوں کے انتظار میں عصر تک اسی پار رہے۔ جب پیچھے کے اکثر لوگ دو دو چار چار کر کے آگئے، تب سب کشتی پر سوار ہو کر اُترے اور پہر رات گئے تک اکثر لوگ دریا میں اُتر کر لشکر میں داخل ہوئے اور سیّد صاحبؒ سے مصافحہ کیا۔ اور ملاقات کی۔ آپؒ نے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی۔ لوگ ایک ایک دو دو کر کے صبح تک آتے رہے۔ زخمیوں کا معالجہ اور مرہم پٹی ہوئی۔ ڈیرے ڈیرے، جہاں سے لوگ گئے تھے۔ اُن کا شمار کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ ہندوستانیوں سے کوئی چھتیس آدمی شہید ہوئے اور قندھاریوں سے کوئی چالیس پینتالیس اور دونوں میں سے کل تیس چالیس آدمی زخمی ہوئے۔ سکھوں کے سات سو آدمی مارے گئے۔ یہ واقعہ ۲۰ جمادی الاوّل ۱۲۴۲ھ (بمطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء) چہارشنبہ اور پنجشنبہ کی درمیانی شب کا ہے۔[1]

اس جنگ کے شہداء کے نام مع اُن کی وطنیت کے لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ ان کی سعادت اور شوقِ شہادت اُن کو کہاں کہاں سے کھینچ کر لایا تھا۔

۱۔ شیخ باقر علی عظیم آبادی۔ ۲۔ اللہ بخش خاں مورانوی (ضلع اناؤ) امیر سریہ۔ ۳۔ عبدالمجید خاں جہاں آبادی رائے بریلوی، ۴۔ شمشیر خاں جمعدار مورانوی (ضلع اناؤ) ۵۔ شیخ بڈھن۔ ۶۔ شیخ رمضانی مورانوی (ضلع اناؤ)۔ ۷۔ شیخ ہمدانی خالص پوری ملیح آبادی۔ (ضلع لکھنؤ) ۸۔ علی حسن گنتوی (نزد مانکپور ضلع پرتاب گڈھ) ۹۔ غلام حیدر خاں خالص پوری۔ (ضلع لکھنؤ) ۱۰۔ غلام رسول خاں خالص پوری۔ ۱۱۔ خدا بخش خاں۔ (بمبئی) ۱۲۔ شادل خاں خیر آبادی۔ (اودھ) ۱۳۔ کریم بخش خاں بڈھانوی (روہیلکھنڈ) ۱۴۔ کریم بخش مسجد فتحپوری (دہلی)

---

[1] حضرت سیّد صاحب علیہ الرحمۃ اس رات کو لیلۃ الفرقان سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اور کیا عجب کہ حضرت شہید کے انفاس قدسیہ اور شہداء کے مقدس خون ہی کی برکات کا کرشمہ ہو کہ سرزمین اکوڑہ آج دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں مرکزِ علم و عرفان بنی ہوئی ہے۔
(الصدیقی نوشہرہ)

۱۵۔ میاں جی احسان اللہ بڑھانوی۔ ۱۶۔ شیخ معظم جگدیس پوری (ضلع پرتاپ گڈھ)۔ ۱۷۔ دین محمد کوہرستانوی[1] بلیسواڑہ (اودھ) ۱۸۔ عباد اللہ مئو (ضلع اعظم گڈھ) ۱۹۔ قاضی طیب۔ ۲۰۔ امام خاں خیرآبادی۔ ۲۱۔ اولاد علی مادھوی۔ ۲۲۔ ہمایوں لبیک لکھنوی۔ ۲۳۔ امام الدین خاں رامپوری۔ ۲۴۔ سید محمد لہاروی (ضلع مظفرنگر) ۲۵۔ محمد کمال ترحم پوری۔ ۲۶۔ نہیم خاں حسین پوری (ضلع مظفرنگر)۔ ۲۷۔ سید عبدالرحمٰن سیاملی۔ (ضلع مظفرنگر)۔ ۲۸۔ شیخ مخدوم مسجد فتحپوری (دہلی) غلام نبی خاں گوالیاری، ۲۹۔ غلام نبی خان گوالیاری۔ ۳۰۔ عبدالرزاق دیوبندی۔ ۳۱۔ جوالہ خان لکھنوی۔ ۳۲۔ منور خاں ملیح آبادی۔ (اودھ) ۳۳۔ عبدالجبار مولانوی۔ ۳۴۔ سید عبدالرحمٰن سندھی۔ ۳۵۔ حسن خان سندھی۔ ۳۶۔ اکبر خاں خالص پوری (اودھ)۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مولانا اسمٰعیل صاحبؒ نے سید صاحبؒ سے کہا: "یہاں جو واقعہ گذرا ہے۔ اس کا حال ہندوستان لکھ کر بھیجنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا "بہتر ہے۔" مولانا نے پوچھا "جو لوگ شہید ہوتے ہیں ان سب کے نام بھی خط میں لکھے جائیں۔ یا یوں ہی مجمل تذکرہ کر دیا جائے۔؟" آپؒ نے کچھ دیر سکوت کیا۔ پھر فرمایا "یوں لکھ دیجئے کہ عنایتِ الٰہی سے ہم سب لوگ یہاں خوشحال ہیں" مولانا نے کہا، "حضرت میں آپؒ کے کلام کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ ذرا تفصیل فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا: "مفصل یہ ہے کہ جو لوگ یہاں زندہ موجود ہیں یہ بھی خوشحال ہیں۔ اور جو شہید ہوئے اور اپنی مراد کو پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ خوشحال ہیں۔"

اس جنگ کا اثر مسلمانوں اور مخالفین پر خاطر خواہ ہوا مسلمانوں کے دل بڑھ گئے اور حوصلے بلند ہوئے۔ دربار لاہور کی بھی آنکھیں کھلیں۔ ملکی سردار جوق در جوق آکر مبارکباد دینے لگے۔

سردار بدھ سنگھ نے اس ہزیمت کے بعد موضع شیدو سے جہاں وہ اکوڑے کے بعد مقیم تھا۔ پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اٹک کا قلعہ دار یہ خبر سن کر مانع ہوا۔ کہ اس وقت یہاں سے پیچھے ہٹنا مناسب نہیں ہے۔ اگر آپ یہاں سے چلے جائیں گے تو مجاہدین کا لشکر خیرآباد اور اٹک کو تباہ کر دے گا۔ یہ سن کر بدھ سنگھ نے موضع شیدو میں لشکر کے گرد سنگر باندھنے کا سامان جمع کیا۔ امیر خاں سے یہ سن کر سید صاحبؒ نے صبح کو نوشہرے سے کوچ فرمایا اور جو لوگ وہاں زخمی تھے۔ ان کی خدمت اور خبرگیری کے واسطے دو صاحبوں (عبدالقیوم اور سید امانت علی) کو چھوڑا اور اس روز تمام لشکر کے ساتھ مصری بھانڈے میں مقام کیا۔ دوسری منزل موضع تودڈھیر میں کی ———٭

[1] کورہرستانوں ضلع رائے بریلی میں ہے۔